عربی رسم الخط کا آغاز اور ارتقاء

فواز احمد طوقان ○ ترجمہ: غلام حیدر آسی، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی

تعارف

موجودہ عربی رسم الخط صدیوں کے ارتقاء اور تبدیلیوں کا نتیجہ ہے۔ پانچویں صدی عیسوی کا ایک خواندہ عرب اگر رائج الوقت عربی تحریر کو دیکھے تو اُسے مطلق نہیں سمجھ پائے گا۔ یہ صرف حرکات کی کیفیت حروفِ علت کے نشانات یا آواز کی نقش بندی ہی نہیں جس نے تحریر کو پیچیدہ کر دیا ہے بلکہ اس دوران میں خود حروف کی شکلیں ہی یکسر بدل گئی ہیں۔ آئندہ صفحات میں عربی رسم الخط کے آغاز اور ارتقاء کا مطالعہ کیا جائے گا۔ اور یہ مطالعہ درحقیقت اس وسیع موضوع کا محض ایک خاکہ ہے۔

اس سے قبل کہ ہم اصل موضوع پر بحث کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عربی حروفِ تہجی پہ اس حیثیت سے بحث کی جائے کہ آرٹ میں اُن کا کیا مقام ہے اور ان کی فنی خصوصیات کیا ہیں۔

سر طامس ڈبلیو آرنلڈ لکھتا ہے کہ مسلمانوں کے ہاں سب سے زیادہ قیمتی آرٹ فنِ خطاطی ہے [1] تحریر میں فن کاری کو اس بنا پر بھی بلند مقام حاصل ہے کہ اس کا تعلق کلام اللہ (قرآن مجید) اور اللہ تعالےٰ

۱۔ طامس۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ (پینٹنگ اِن اسلام) ڈوور پبلیکیشنز لمیٹڈ نیویارک ۱۹۶۵ء۔ ص ۱۔ جہاں تک اصطلاح "محمڈنز" کا تعلق ہے اس حقیقت کی تشریح کی ضرورت ہی نہیں رہتی کہ تمام عربی حروفِ تہجی یہ تھے جنہیں تمام مسلمان انیسویں صدی تک استعمال کرتے رہے۔ بہت سی ایسی قومیں بھی ہیں جو عربی زبان نہیں بولتیں لیکن اُنھوں نے ابھی تک عربی حروفِ تہجی کا استعمال اپنایا ہُوا ہے۔ مسلم کی بجائے اصطلاح محمڈن کے بارے میں زیادہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، ای۔ ای۔ کالورلی کی تصنیف (اسلام این انٹروڈکشن) مطبوعہ قاہرہ۔ دی امریکن یونیورسٹی قاہرہ ۱۹۵۸ء۔ باب اول۔

پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام سے ہے۔[۱] علمائے دین کی نظر میں ایک نقل نویس (نساخ)، جو بالآخر (خطاط) بن جاتا، کی بہت زیادہ قدر و منزلت تھی۔ حتیٰ کہ بادشاہ بھی پیشہ ور کاتبوں (خطاط) ں میں مقابلہ کرنا اپنے لئے کسرِ شان نہیں سمجھتے تھے۔[۲] مصورانہ نماکوں کے خلاف مذہبی طبقوں یہ مخالفت نے مصوری اور بت تراشی کے بجائے فنِ خطاطی کی بڑی حمایت کی۔[۳] بالآخر مجسمہ سازی تعمیر نے لے لی کیونکہ مجسمہ سازی اسلام میں انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

خطاطی میں عرب خطاط اپنی نظیر آپ ہے۔ یونانی یا رومی فن کار اپنے حروف تہجی سے کبھی اس نہ ہو سکے۔ اہلِ چین نے خطاطی کو کچھ اہمیت دی لیکن اُن کے حروف اصوات کی نقشبندی دہیں۔ اسی لئے ان کی مزین تحریر میں بھی مفرد نقوش بکھرے ہوئے پائے جاتے ہیں۔[۴] عرب نے اپنے حروفِ تہجی میں فن کارانہ لکیروں کے لئے بہترین مواد موجود پایا۔ عمودی خطوط جب متناسب یکجا جمع ہوں اور ساتھ ہی افقی خطوط کے ذریعے جب انھیں ایک دوسرے سے جوڑ دیا جائے والے کو ان میں خوش نما توازن اور یکسانیت نظر آتی ہے۔[۶] مغربی فن کار ہو یا عرب، دونوں کے ں سے بائیں بڑھنے والی لکیریں ایک ڈیزائن کو لہردار چادر کی بناوٹ سے بھی زیادہ قوت و استواری کے ط کر دیتی ہیں۔ اور خود حروفِ تہجی کو مختلف انداز میں اس طرح پھیلایا جا سکتا ہے کہ اُن کے تناسب و سی قسم کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔[۷] طرزِ تحریر کا تنوع یعنی نقوش، نواصل اور تقطیع یہ سب فن کار احیت کی نمود کے لئے ایک وسیع سلسلہ بہم پہنچاتے ہیں۔[۸] عربی کی معروف لغت "المنجد" میں مختلف

نلڈ۔ محولہ سابق صہ ۲ تا ۳۔ مصنف نے محمد بن محمود الاملی کی فارسی تصنیف "نفائس الفنون" کا لہ دیا ہے۔ جس پیراگراف کا حوالہ دیا گیا وہ خط کے بارے میں مذہبی تعبیر کی ایک واضح تشریح ہے۔

نلڈ۔ محولہ سابق صہ ۱۔ ۴۔ آرنلڈ۔ سابقہ حوالہ صہ ۴

ے۔ لین۔ (ابرلی اسلامک پوٹری، لندن۔ فیبر اینڈ فیبر۔ ۱۹۴۲ء۔ صہ ۶۔

ھتر۔ اوفام۔ پوپ (این انٹروڈکشن ٹو پرشین آرٹ سنس دی سیونتھ سینٹری اے۔ ڈی) لندن۔ پیٹر ڈیوس ۱۹۳۰ء۔ صہ ۱۰۲۔

ین۔ حوالہ سابقہ۔ صہ ۶۔ ۸۔ پوپ۔ حوالہ سابقہ۔ صہ ۱۰۲ تا ۱۰۳۔

مقاصد کے لئے استعمال ہونے والے مختلف خطوں کا لطیف تنوع، خطاطی کے نمونوں پر مشتمل ایک صفحہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔[9] مورلیں نے خطوں کے چھ نمونے دے کر اُن میں سے ہر ایک کے محلِ استعمال کو بھی واضح کیا ہے۔[10] مورلیں کے یہ چھ نمونے ہوں یا المنجد کی لوح میں دیئے ہوئے نمونے، کوئی بھی عربی رسم الخط کے تمام نمونوں پر حاوی نہیں ہے چونکہ خطاطی ایک وسیع فن ہے اس لئے اس میں تجدد و تنوع کی بہت زیادہ گنجائش ہے۔ جدّت کی تمنا نے عہدِ ممالیک سے لے کر صدیوں بعد تک کے خطاطوں کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ فنِ خوشنویسی میں مختلف مزید اضافے کریں۔ منفرد حروف، جن سے ایک فن کار نقش و نگار کی ابتداء کرتا ہے، عرب اور غیر عرب خطاطوں نے ان کی خوش نما مخلوط شکلیں پیدا کیں۔[11]

"دی عرب ورلڈ" کے ایک مضمون میں اِن مخلوط نمونوں کی ایک مثال اس فن کی اپچ کو ظاہر کرتی ہے۔[12] خطوطِ منحنی اور خطوطِ معکوس کے منقوشات غالباً ایک فن کار کی فنی صلاحیت کا بے مثال نمونہ ہیں۔ اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ پیچیدہ و دقیق طغرٰی اور خطِ کوفی کے شعار (اسماء اور دستخطوں کی مہروں کی تحریریں) اس وسیع فن کے بہترین نمونے ہیں۔ ہم نے مناسب سمجھا کہ مقالہ کے اصل موضوع [illegible] ذرا ہٹ کر پہلے یہ وضاحت کر دیں کہ عربوں اور اُن کی حیات و تاریخ میں عربی رسم الخط [illegible] کیا [illegible]

9۔ لوئیس المعلوف۔ المنجد، طبع [illegible] بیروت [illegible]

10۔ موریس [illegible] طبع اول [illegible]

[illegible]

11۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نیو یارک [illegible]

[illegible]

مدرہ صدیوں کے دَوران مسلسل تغیرات کے باوجود خطاطی عربوں کے لئے محض صدا بندی تک محدود نہیں ہی بلکہ اس سے زیادہ کچھ اہمیت رکھتی رہی ہے۔ ۱۲

یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ عربی میں آرٹ اور رسم الخط لازم ملزوم ہیں۔ یہ جدت پسندوں کا خیال خام ہے کہ وہ محض نعرہ بازی سے خطاطی کے جمود کو حرکت سے اور پیچیدگی کو سہولت سے کلیتہً تبدیل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ جدت پسندوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ روایتی رسم الخط کو ختم کر دینا، عربوں کے فن اور اُن کے ماضی کے اکثر حصہ کو ہی نہیں بلکہ اُن کے زندہ جاوید تبرکات کو ختم کر دینے کے مترادف ہے۔ اور جب تک جدید عربی آرٹ، فن تعمیر، آرائش اور نقشہ نویسی میں بنیادی اقدامات نہ اُٹھائے جائیں۔ آرٹ اور عربی رسم الخط میں علیحدگی وجود پذیر نہیں ہو سکتی۔

عربی رسم الخط کا آغاز

روایتی آغاز

از روئے تاریخ عربوں کے ہاں دو مختلف واضح رسم الخط تھے۔ ایک جنوبی عرب کا خط مسند تھا اور دوسرا شمالی عرب کا خطِ جزم۔ اس مضمون میں زیادہ تر توجہ شمالی عرب کے خط جزم پر مرکوز کی جائے گی کیونکہ ان دونوں میں سے تنہا مؤخر الذکر ہی رائج اور باقی ہے۔ جنوبی عرب کا خط مسند، شمالی جزم کے وجود میں آنے

۱۲۔ عرب دنیا میں آج کل ایک تحریک چل پڑی ہے جس کا مقصد موجودہ عربی رسم الخط کو تبدیل کرنا ہے۔ اس تحریک کا مرکز لبنان ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ نئی پود کے لئے خط آسان اور طباعت ارزاں کی جا سکے۔ دیکھئے انیس فریحہ کی کتاب "الخط العربی، نشاتہ و مشکلاتہ" مطبوعہ بیروت دی امریکن یونیورسٹی آف بیروت۔ ۱۹۶۱ء۔ اس موضوع پر کئی کتب اور رسالے موجود ہیں۔ تازہ ترین تصنیف پروفیسر انور۔ جی۔ چیجنی کی ہے۔ ابھی تک زیرِ طبع ہے اور عنقریب شائع ہو جائے گی۔ جدت پسندوں کی تحریک کا مقصد خط کو ایک ایسی شکل میں ڈھالنا ہے جس سے عربی رسم الخط کلیتہً تبدیل ہو جائے۔ جدت پسندوں کا یہ مطلوبہ نمونہ لاطینی خط میں ہے لیکن آج تک کوئی بھی اس قابل نہیں ہو سکا کہ لاطینی حروف کو اختیار کر کے عربی کے صاد اور ضاد کو بھی مناسب انداز میں ظاہر کیا جا سکے۔

سے صدیوں پہلے خوب صورتی سے نشوونما پا چکنے کے بعد مرجھا بھی گیا تھا۔[14]

پس مسلمان اور عرب مصنفین کا یہ روایتی عقیدہ کہ خطِ جزم (جزم بمعنی کٹنا) خط مسند سے جدا ہ
صحیح نہیں ہے[15]۔ اس سلسلہ میں بقول یحییٰ نامی جو چیز درست ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ شمالی عربوں کے
مسند کی کسی شکل کے مستعمل رہنے کے متعلق متواتر روایات ملتی ہیں۔ لیکن یہ روایات ماضی قریب کے
عربی خط کے بارے میں نہیں بلکہ غالباً ثمودی، سبائی اور لحیانی خطوں کے متعلق ہیں جو خطِ مسند سے ج
ہوئے تھے[16]۔

مندرجہ ذیل دو سطروں کے بغور معائنہ سے اس نتیجہ کی توثیق ہو جاتی ہے[17]۔

عربی خط: ز د ا ص س م ح ھ

مسند:

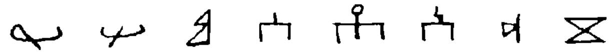

نوبیہ ایبٹ نے بھی خط جزم کے خط مسند سے جدا ہونے کے مسئلہ پر خوب بحث کی ہے جو سابقہ ن
حمایت میں ایک اور ثبوت ہے۔ لغت میں لفظ جزم کے متعدد معانی ہیں۔ ان میں سے ایک "قلم جزم"
قط والا قلم بھی ہیں[18]۔ اسی لئے اس طرح کے قلم سے پیدا ہونے والے نقوش چھوٹے قط دار سرکنڈ د

۱۴۔ جنوبی عربی مسند شمالی عرب کے جزم سے بارہ سو سال قبل وجود میں آیا تھا۔ دیکھیں:۔ نبیہ ا
E OF THE NORTH ARABIC SCRIPT" کی (NABIA ABBOTT)
شکاگو، یونیورسٹی شکاگو، ۱۹۳۹ء ص ۲۔

۱۵۔ دیکھیں۔ یحییٰ خلیل نامی کا مضمون "عربی رسم الخط کا آغاز اور اس کے ارتقاء کی تاریخ قبل از ا
عربی زبان میں ہے ملاحظہ ہو بلیٹن آف دی فیکلٹی آف آرٹس قاہرہ یونیورسٹی جلد ۳۔ ۵
نمبر ا صفحات ۲ تا ۴۔

۱۶۔ یحییٰ خلیل نامی۔ حوالہ سابقہ۔ ص ۴۔

۱۷۔ ملاحظہ ہو۔ اے۔ دلمن ETHIOPIC GRAMWAR طبع ثانی۔ ترجمہ جیمز۔ اے۔ کر
لندن۔ ولیمز اینڈ نارگیٹ، ۱۹۰۷ء۔ لوح ا۔ مینا سبائی حروف تہجی کے نیچے دیکھیں۔

۱۸۔ ایبٹ۔ حوالہ سابقہ۔ ص ۸۔

ور پر مشابہت رکھتے ہیں۔[۱۹] یہی وجہ ہے کہ ایبٹ اس عربی لفظ (جزم) کو سریانی لفظ ܓܙܡܐ (بمعنی
ر سرکنڈے یا تراشے سرکنڈے) سے مشتق قرار دیتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہی اشتقاق صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ
۔ سرکنڈے بھی اپنی مضبوطی اور رقط کے زاویہ کی بنا پر خط اسطرنجیلی اور خط کوفی کے عمودی خطوط سے
شابہت رکھتے ہیں۔[۲۰]

لہذا شمالی عربی خط، خط مسند سے جدا نہیں ہُوا ہے۔

عربی کے قدیم مآخذ کی طرف رجوع کرنے پر ہمیں مختلف روایات سے ایک اور گمراہ کن نظریہ بھی ملتا ہے جسے
ے سے راویوں کی تائید حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے حضرت آدم علیہ السلام کو لکھنے کا علم سکھایا اور بعد
نھوں (حضرت آدم علیہ السلام) نے ہر قوم کو اُس کا خط سکھایا، اگر کوئی ان کہانیوں پر یقین رکھتا ہے تو
ں کے مذہبی عقیدہ کی بنا پر ہے۔ البتہ کچھ اور قدیم عربی مآخذ بھی ہیں جن سے اس رسم الخط کی ابتدا کے
ق بعض اشارے اور بیانات ملتے ہیں۔ ان کا ادّعا یہ ہے کہ کوفہ کے عربوں نے یہ رسم الخط الحیرہ والوں سے
ما۔ الحیرہ والوں نے الانبار والوں سے، اُنھوں نے اسے یمن والوں سے یا جنوبی عرب کے باشندوں سے لیا ہے
عرب العاربہ کہلاتے ہیں یا بالآخر عمالیق سے لیا ہے جنھوں نے اسے ایجاد کیا۔[۲۱]

۔ ایبٹ - حوالہ سابقہ ۔ ۲۰۔ ایضاً ۔

۔ ذیل میں ان اہم عربی مآخذ کی فہرست دی جاتی ہے جن میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں:

۱۔ ابن الندیم ۔ الفہرست مطبوعہ فلوگل لیپزگ۔ ۱۸۷۱ء ج ۲۔ ص ۴ سے۔

۲۔ البلاذری۔ فتوح البلدان مطبوعہ ڈیخوئے لیڈن۔ ۱۸۶۶ء۔ ص ۶۱ تا ۶۶۔

۳۔ ابن ابی داؤد ۔ کتاب المصاحف ۔ قاہرہ ۔ ۱۹۳۶ء ۔ ص ۴ تا ۵ ۔

۴۔ ابن عبد ربہٗ ۔ العقد الفرید ۔ تحقیق احمد امین قاہرہ ۔ ۱۹۶۲ء ۔ ج ۲ ۔ ص ۱۵۶ تا ۱۵۸ ۔

۵۔ الجھشیاری ۔ کتاب الوزراء والکتاب ۔ مطبوعہ مصطفیٰ السقاء قاہرہ ۔ ۱۹۳۸ء ص ۱ ۔

۶۔ ابوبکر الصولی ۔ ادب الکتاب ۔ بغداد ۔ ۱۳۴۱ھ ۔ ص ۲۸ تا ۳۰ ۔

۷۔ ابن فارس ۔ الصاحبی فی فقہ اللغۃ ۔ بغداد ۔ ۱۹۱۰ء ۔ ص ۷ سے

۸۔ القلقشندی ۔ صبح الاعشیٰ ۔ قاہرہ ۔ ۱۳۳۱ھ تا ۱۳۳۸ھ ج ۳ ص ۱۱ سے ۔ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رسم الخط کے آغاز کے بارے میں ابن الندیم کا بیان سیدھا سادا اور صاف ہے۔ ایک آدمی کو محض شاعری کی اُن تین سطروں کے معائنہ کی ضرورت پڑتی ہے جو کلمن کی بہن نے اُس کی موت پر ادا کی ہیں۔ یہ کلمن عالیق کے ان چھ افراد میں سے ایک تھا جنھوں نے اس رسم الخط کو ایجاد کیا۔ بقیہ دیگر پانچ افراد کے نام حسب ذیل ہیں :-

ابجد ۔ ھوز ۔ حطی ۔ سعفص ۔ قرشت ۔

ابن الندیم نے اپنے اس بیان کو واللّٰہُ اعلم کے الفاظ سے ختم کیا ہے اور بلا شبہ وہ اپنے اس بیان پر یقین نہیں رکھتا تھا۔[22] نو بیہ ایبٹ نے اپنی کتاب کے ابتدائی صفحات میں بعض جگہوں پر ان افسانوی روایات سے بحث کی ہے اور وہ ان میں سے ایک پر غلطی سے یقین بھی کر بیٹھی ہے۔[23] البتہ آرتھر جفرے نے (MUSLIM WORLD) میں ایبٹ کے دلائل و براہین کو زیر بحث لا کر قدیم عربی ادبیات سے ایسا نتیجہ اخذ کیا ہے جس سے ایبٹ کا نتیجہ بھی غلط ثابت ہو جاتا ہے۔[24] لہذا یہی اس بات کا کافی و وافی ثبوت ہے کہ شمالی عرب کا خط نہ تو جنوبی عرب کے خط سے مشتق ہُوا، اور نہ ہی حمیری خط سے۔ اس نتیجہ سے نہ تو تمام قدیم مستند مآخذ منسوخ قرار پاتے ہیں اور نہ ہی اُن کا ناقابلِ وثوق ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ مآخذ نہایت قیمتی ہیں جیسا کہ آئندہ صفحات سے واضح ہو جائے گا۔ یہ محض اُن معلومات اور معاملات کے بارے میں ناقابلِ اعتماد ہیں جو ان کے عہد میں نامعلوم یا غیر واضح

(بقیہ حاشیہ) زائد حوالہ جات کے لئے ملاحظہ ہوں :

۱۔ ناصر الدین الاسد۔ مصادر الشعر الجاہلی۔ قاہرہ۔ دار المعارف، ۱۹۵۶ء۔ ص ۲۳ تا ۲۴۔

۲۔ خلیل سمان۔ LINGUISTICS IN THE MIDDLE AGES۔ لیڈن۔ ای۔ جے۔ برل ۱۹۶۸ء ص ۹

۳۔ آر۔ بلیشیر۔ HISTOIRE DE LA LITTERATURES ARABE۔ پیرس۔ امریکن اورنٹیل لائبریری۔ ۱۹۵۲ء تا ۱۹۶۶ء۔ ج ۱ ص ۶۴ تا ۶۵۔

۲۲۔ ابن الندیم۔ حوالہ سابقہ۔ ص ۵۔ ۲۳۔ ایبٹ۔ حوالہ سابقہ۔ ص ۵ تا ۸۔

۲۴۔ آرتھر جفرے۔ نو بیہ ایبٹ۔ شمالی عربی خط کا آغاز اور قرآن کے زیر اثر اُس کی تبدیلیاں" تبصرہ (MUSLIM WORLD) میں HARTFORD SEVINARY۔ ج ۳۰۔ ۱۹۴۰ء۔

۔ اُن کی قیمت و اہمیت کا اندازہ کرنے میں جو دِقت درپیش آتی ہے وہ اُن کے حقیقت اور افسانہ ہونے
ے درمیان غیر مرئی حد ہے۔

جدید افسانوی آغاز

بعض جدید علماء عربی رسم الخط کی ابتداء کے بارے میں ایک اور بیان یا روایت کے حق میں ہیں۔
ن کا خیال ہے کہ یہ رسم الخط بلا واسطہ سُریانی یا آرامی سے لیا گیا ہے[25]۔ انیس فریحہ بار بار اس خیال کو زبانی
ور پہ دُہراتا ہے لیکن اُسے تحریر میں لانے سے احتراز کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ سریانی رسم الخط عربی
م الخط پر مختلف طریقوں سے اثر انداز رہا ہے۔ آٹھ طریقے اُس نے گنوا دیئے ہیں جن میں سے بعض
ٹھوس نہیں ہیں۔[26]

یہ واضح ہے کہ عربی رسم الخط سُریانی خط سے اخذ نہیں کیا گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اوّل الذکر

۲۵۔ ابو ذؤیب۔ اسرائیل ولفنسن۔ تاریخ اللغات السامیہ۔ طبع اوّل۔

۲۶۔ فریحہ۔ حوالہ سابقہ۔ ص ۴۲ تا ۴۴۔ خلیل سیمان بھی اس مفروضہ کی تائید کرتا ہے۔ پروفیسر سیمان نے جلدی میں یا خلوص کے جوش میں آکر اپنی دلیل کی تائید میں ابن عبد ربہٗ کے قول کو بھی غلط انداز سے پیش کیا ہے۔ دیکھئے۔ سیمان۔ حوالہ سابقہ ص ۱۸۔ پروفیسر سیمان اپنے حواشی میں اپنی دلیل کو یُوں پیش کرتا ہے:۔ " یہ سریانی اثر تو مکمل طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی لئے ابن عبد ربہٗ۔ العقد الفرید ج ۲ میں واضح طور پہ کہتا ہے کہ " اُنھوں نے عربی کے حروف ہجاء کو سریانی کے حروف ہجاء پر قیاس کیا۔" درحقیقت یہ بات بالکل غلط ہے۔ ابن عبد ربہٗ خود بھی اس اثر کو کھلے دل سے تسلیم نہیں کرتا۔ یہ بیان اُس افسانوی روایت کا ایک حصہ ہے جسے ابن عبد ربہٗ نے العقد الفرید ج ۴ ص ۱۵۷ میں بیان کیا ہے۔ اُنھوں نے یہ بھی روایت کیا کہ طی قبیلہ کے تین آدمی ایک جگہ جمع ہوئے۔ اُن کے نام ہیں مُرامر بنْ مرّہ، اسلم بن سدرہ اور عامر بن جدرہ۔ اُنہوں نے اس رسم الخط میں تبدیلی کی اور عربی حروف ہجاء کو سریانی حروف ہجاء کے نمونہ پر بنایا، پھر انبار کے کچھ لوگوں نے اسے سیکھا۔ چونکہ تمام کہانی محض ایک افسانہ ہے جیسا کہ تینوں موجدین کے ہم قافیہ ناموں سے بآسانی پتہ چل سکتا ہے۔ اس روایت کا کوئی حصہ لے لینا اور اُسی پر اپنے نظریہ کی بنیاد رکھنا انتہائی شرمناک حرکت ہے۔

مؤخر الذکر سے متاثر ضرور ہوا ہے لیکن اس حد تک نہیں کہ کلیتہً وہاں سے ماخوذ سمجھا جائے۔ ان دونوں خطوں میں بہت سی مماثلتیں ہیں۔ لیکن یہ مشابہتیں کسی اور وجہ سے پیدا ہوئیں۔ دونوں خط مشترک ماخذ سے خارج ہوئے ہیں ——— درج ذیل دو سطروں میں عربی اور سریانی خطوں کا موازنہ کرنے سے کھل کر ظاہر ہو جاتا ہے کہ دونوں میں مشابہت کی بنا ہم ماخذ ہونا ہے۔[۲۷]

عربی رسم الخط: بَتَرْ دین ترین یومین هوا فصحا

سریانی رسم الخط: ܒܬܪ ܕܝܢ ܬܪܝܢ ܝܘܡܝܢ ܗܘܐ ܦܨܚܐ

پٹرا میں، جسے اوّلاً دریافت کرنے والے سل کہتے ہیں، بناطی آباد تھے[۲۸] نسلی طور پر کہا جائے تو وہ عرب تھے۔[۲۹] اُن کی تحریری زبان آرامی تھی لیکن روزمرہ گفتگو کی زبان عربی تھی۔ اُن کا رسم الخط ایک مستقل صوت اختیار کرنے سے پہلے ارتقاء کے مختلف ادوار سے گزرا۔ جب اُنھوں نے آرامی کو بطور دفتری زبان اختیار کیا تو وہ تحریریں بھی اسی میں منضبط کرنے لگے۔ ابتداء میں خطاط نہ تو تربیت یافتہ ہوتے اور نہ ماہر۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدائی نقوش و تحریرات پچیکاری کے نقش و نگار سے زیادہ قریب تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ بناطیوں کی بعد میں آنے والی نسلوں نے غیر بنطیوں یعنی آرامیوں کی نقل پر براہ راست اپنے آباؤ اجداد کے ان نقش و نگار سے نقل کرنے کو ترجیح دی۔ اس صورت میں بناطی خط میں اپنی خصوصیات پیدا ہونا شروع ہوئیں، اور انجام کار وہ اپنی اُس ہیئت کو پہنچا جو آرامی سے بالکل مختلف ہے[۳۰] عربی اور سریانی خط بناطی خط سے ماخوذ ہیں۔ اس لئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بناطی خط اور اُس کی خصوصیات کو واضح کیا جائے تاکہ ان سے عربی رسم الخط کا بآسانی کھوج لگایا جا سکے۔ (مسلسل)

---

۲۷ - نامی حوالہ سابقہ ص ۴۔ سریانی مثال کے لئے ملاحظہ ہو براکلمن۔ سریانیک گرامیٹیک، لیپزگ، ورنگ انسائیکلوپیڈیا۔ ۱۹۶۰ء، ص ۲۔

۲۸ - نامی حوالہ سابقہ ص ۱۰۔

۲۹ - اس خیال کی تائید میں بہت سے دلائل موجود ہیں کہ بناطی عرب تھے۔ (۱) ڈیوڈ رسل کا لکھنے والا (؟) تصنیف A DESCRIPTION OF THE NABATAEANS اس امر کو واضح کرتی ہے کہ بناطی ... میں بند تھے۔ (ب) بہت سے بناطیوں کے اسمائے معرفہ عربی ہیں۔ (ج) بناطیوں کے نوشتات میں مستعمل الفاظ آرامی کی بجائے عربی ہیں حالانکہ اوّل الذکر ان کی دفتری اور تحریر کی زبان تھی۔ (د) ان کی زبان استعمال میں بہت سی قواعد کی نشانیاں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ وہ عربی قواعد کی صوتوں کی نقل کرتے تھے زیادہ تفصیل کے لئے واضح ہو۔ نامی کی محولہ سابقہ کتاب۔ ص ۷ تا ۱۰۔

۳۰ - نامی۔ حوالہ سابقہ۔ ص ۲۵ تا ۲۶۔